بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نظرات

صوبۂ بہار ہندوستان کا وہ مردم خیز علاقہ ہے جس کی سرزمین سے نامی گرامی علماء، مشائخ، شعراء، ادباء مجاہدین اور بڑے بڑے اربابِ فضل وکمال پیدا ہوئے جو وہاں کی خاک میں آسودۂ سکون ہیں اور ایسے گوہر ہائے گرانمایہ سے اُس کا دامن اب بھی خالی نہیں، علاوہ ازیں اہلِ بہار سے راقم الحروف کے ذاتی اور دیرینہ روابط وعلائق بھی کثرت سے ہیں لیکن عجیب بات ہے، دنیا بھر میں گھوم آنے کے باوجود اب تک اس مرزبوم حسن ووفا کو باقاعدہ دیکھنے کی نوبت نہیں آئی تھی، اگرچہ نیت برابر رہی، مولانا گیلانی نے کتنی مرتبہ بلایا اور ادھر پروگرام بھی بنا، لیکن مقدر میں نہ تھا۔ دعوت دینے والا خدا کو پیارا ہوگیا اور اب کبھی ارادہ بھی کیا تو نہ جی آمادہ ہوا اور نہ قدم اُٹھے۔ آخر پچھلے دنوں محبِ گرامی قدر مولانا سید منت اللہ رحمانی کا نامۂ مہر شمامہ جامعہ رحمانیہ مونگیر میں دورۂ حدیث کے افتتاح کی تقریب کے سلسلہ میں موصول ہوا اور اس کے دو تین دن بعد ہی پٹنہ کے پرنس آف ویلز میڈیکل کالج کا ایک دعوت نامہ جلسۂ سیرت میں تقریر کرنے کا ملا، یہ طلبا گذشتہ تین برس سے برابر بُلا رہے تھے لیکن ہر مرتبہ کسی نہ کسی وجہ سے معذرت کرنی پڑتی تھی، اس مرتبہ چند روز کے فصل سے آگے پیچھے ملے تو خواہشِ دیرینہ نے پھر ایک انگڑائی لی اور دونوں جگہ کی ہامی بھرلی، چنانچہ ۷؍ فروری کو شب میں مولانا قاضی زین العابدین صاحب استاذِ اسلامیات جامعہ ملیہ دہلی کی معیت میں اپر انڈیا ایکسپریس سے روانہ ہوا اور ۸؍ کو درمیانِ شب میں مونگیر پہنچ گیا، دوسرے دن نو بجے کے قریب جلسہ شروع ہوا، عام مسلمانوں کے علاوہ علماء اور مشائخ اور انگریزی تعلیم یافتہ حضرات کا اتنا بڑا اجتماع بہت کم نظر آیا ہے، پہلے مولانا محمد اسحٰق ندوی نے نسائی اور ابن ماجہ کا درس دیا، اس کے بعد مولانا سید فخرالحسن دیوبند، مولانا حمید الدین کلکتہ اور شیخ الحدیث مولانا فخرالدین احمد دیوبند نے علی الترتیب سنن ابوداؤد، صحیح مسلم اور صحیح بخاری

و ترمذی کا درس دیا اور ایک بجے پہلی نشست ختم ہوگئی، دوسری نشست میں جو مغرب کے بعد شروع ہوئی ۔ مولانا عمران خان ندوی اور قاضی زین العابدین سجاد کے علاوہ راقم نے تاریخِ تدوینِ حدیث پر سوا گھنٹہ تقریر کی۔ یہ سب درسی اور غیر درسی تقریریں ٹیپ ریکارڈ ہوگئی ہیں جو کتابی صورت میں شائع ہوں گی، ۱۰ر فروری کا دن مونگیر کی تاریخی عمارتیں اور شہر و تفریحی مقامات کے دیکھنے میں بسر ہوا - ۱۱ر کو دوپہر کے وقت پٹنہ میں ورود ہوا تو مولانا حفیظ اللہ پرنسپل و مولانا معظم الدین استاد مدرسۂ شمس الہدیٰ کے اصرار پر مغرب کے بعد مدرسہ کے ہال میں حضراتِ اساتذہ و طلباء کو علومِ اسلامیہ کی تعلیم پر خطاب کیا، دوسرے دن یعنی ۱۲ر کو صبح دس بجے عربی و فارسی کی تعلیم و ریسرچ کے انسٹیٹوٹ (جو حکومتِ بہار کا ایک وسیع ادارہ ہے) اُس کے ڈائرکٹر سید شاہ عطاء الرحمٰن صاحب کاکوی اور اسسٹنٹ ڈائرکٹر مولانا سید ریاست علی ندوی کی فرمائش مفاجات پر" علوم اسلامیہ میں ریسرچ کیوں کر کی جائے" اس موضوع پر انسٹیٹوٹ میں ایک خطبہ دیا - انسٹیٹوٹ نے نوعمری کے باوجود اب تک جو کام کیا ہے اسے دیکھ کر طبیعت بڑی محظوظ ہوئی، ارکانِ ادارہ کے ذوق و شوق اور تجربہ و مہارت سے توی توقع ہے کہ ادارہ اُن اغراض و مقاصد کی بہمہ وجوہ تکمیل کرے گا جن کے لئے اُس کا قیام عمل میں آیا ہے۔ شام کو میڈیکل کالج میں سیرت پر تقریر ہوئی، کالج کا وسیع ہال طلباء اور طالبات اور شہری حضرات سے کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔ جسٹس انوار احمد مہمانِ خصوصی تھے، اور ملک کے مشہور فزیشین پدم بھوشن ڈاکٹر عبدالحی نے صدارت کی، لنچ ڈاکٹر صاحب موصوف کے ساتھ کھایا تھا۔ اس جلسہ سے فراغت کے بعد ڈنر مخدومی قاضی عبدالودود صاحب بار ایٹ لا کے دولت کدہ پر جسٹس انوار احمد اور دوسرے حضرات کے ساتھ تناول کیا، رزرویشن پہلے سے کرا لیا گیا تھا۔ ڈنر سے فراغت کے بعد ساڑھے دس بجے آسام میل سے علی گڈھ کے لئے روانہ ہوگیا۔ اس طرح بہار میں لے دیکے کل چار دن رہنا ہوا لیکن اس مختصر مدّت میں بھی جو کچھ دیکھا اور سنا اُس سے قلب و دماغ کو بڑی جلا اور فرحت حاصل ہوئی۔

امارتِ شرعیہ کا نام عرصۂ دراز سے کان میں پڑا ہوا تھا اور تھوڑا بہت اُس کے کام کا تصور بھی تھا لیکن پھلواری شریف میں امارت کا دفتر اور اس کا نظامِ کار دیکھ کر سخت مسرت آمیز حیرت ہوئی۔ چوں کہ اس منصب جلیل پر ہمیشہ اکابرِ علم و دین فائز رہے ہیں، اس بناء پر اختلافِ مسلک و مشرب کے باوجود امارت کو مجموعی حیثیت سے مسلمانانِ بہار کا اعتماد اور تعاون حاصل ہے۔ چنانچہ معلوم ہوا کہ نکاح، طلاق، تقسیمِ وراثت، وکالت ۔

کفالت اور شفعہ وغیرہ کے مقدمات پچھتر فی صدی مسلمان یہیں لاتے ہیں اور پھر جو فیصلہ یہاں ہوتا ہے دونوں فریق اسے تسلیم کرتے ہیں، مقدمات کی مسلوں کے فائل دیکھے اور بعض مسلیں از اوّل تا آخر پڑھیں بھی، ایک بڑی سے بڑی عدالت میں مسلیں جس طرح مرتب ہوتی ہیں، امارتِ شرعیہ کی یہ مسلیں ہرگز اُن سے کسی درجہ میں کم نہیں ہیں، یہی وجہ ہے کہ بعض لوگوں نے امارت کے فیصلوں کے خلاف عدالت میں کبھی چارہ جوئی بھی کی تو اُن کو کامیابی نہیں ہوئی اور عدالت نے امارت کا فیصلہ جوں کا توں برقرار رکھا۔ امارتِ شرعیہ کے یہ فیصلے بے شبہ اسلامی فقہ کا نہایت قابلِ قدر سرمایہ ہیں اور اُن کی اشاعت وقت کی اہم ضرورت ہے۔ فصلِ خصومات کے علاوہ امارتِ شرعیہ بہار کے مسلمانوں کی دینی تنظیم اور مذہبی تعلیم و تربیت کا بھی ایک مؤثر اور قومی مرکز ہے موجودہ امیرِ شریعت مولانا سید منت اللہ صاحب مونگیری کی شخصیت نے جو علم و دین، فہم و تدبر اور اخلاص و عمل کا مجموعہ ہے امارتِ شرعیہ کے حلقۂ اثر کو اور زیادہ وسیع، مستحکم اور فعال بنا دیا ہے، غور کرنا چاہئے کہ کیا اسی نہج پر کُل ہند امارتِ شرعیہ کا کوئی نظام قائم نہیں ہو سکتا۔!

راقم کو خانقاہ اور خانقاہیت سے کبھی کوئی دلچسپی نہیں ہوئی لیکن اسی سفر میں اولاً خانقاہِ رحمانیہ میں اور پھر خانقاہِ مجیبیہ اور خانقاہِ سلیمانیہ میں اکابرِ مشائخ و علماء کے ہاتھوں جو پذیرائی ہوئی، اُس سے یک گونہ روحانی انبساط کی کیفیت محسوس ہوئی اور خیال ہوا کہ اہلِ دل کی یہ دنیا بھی دیدنی ہے، تام کس کس کا لیا جائے اس سفر میں جن بزرگوں، دوستوں اور عزیزوں نے جن میں علماء اور مشائخ، بلند پایہ محققین و مصنفین و شعرا، ادباء اور اساتذہ و طلبا بھی شامل ہیں ایک مسافر طالبِ علم کے ساتھ جس غیر معمولی کرم گستری اور توجہ کا معاملہ کیا ہے اُس کی یاد عرصہ تک فراموش نہ ہو گی ؎

میں اور حظِ وصل! خدا ساز بات ہے
جاں نذر دینی بھول گیا اضطراب میں